ترکی میں تحریکِ تجدّد

محمّد رشید فیروز

عالمِ اسلام کے تقریباً ہر ملک میں جدید تعلیم یافتہ طبقے کے اکثر و بیشتر افراد نظریات و افکار
ے تجدّد پسند نظر آتے ہیں۔ اور ان کے ذہنوں پر مغربی ممالک کے فلسفوں اور نظریوں کے
ہیں۔ اس کی سب سے بڑی وجہ یہ ہے کہ گزشتہ دو سو برس کے عرصے میں اکثر اسلامی ملکوں
غربی قوم کا سیاسی تسلط یا غلبہ رہا ہے۔ اور مسلمان قومیں اپنے سیاسی و اقتصادی زوال
تھ علمی و اخلاقی زوال میں بھی مبتلا رہی ہیں۔ اس دورِ انحطاط میں سیاسی و اقتصادی نقصانات
ان قوموں میں ایک ایسا فکری اور معنوی بحران پیدا ہو گیا ہے جو روز بروز شدت اختیار
۔ اور جس کے نتیجے میں اُمتِ مسلمہ مجموعی طور پر اسلام کے اصولوں اور ثقافتی ورثے سے مستفید
بائے محروم ہوتی چلی جارہی ہے۔ اس افسوس ناک صورتِ حال کے پیدا ہونے میں بہت سے محرکات
رفرما موجودہ زمانے میں مسلم ممالک کے اربابِ فکر و نظر میں اس حقیقت کا احساس ہے کہ ہماری
، میں جو رکاوٹیں ہیں انھیں دُور کیا جائے اور مسلم اقوام کو متحد کر کے ایک مضبوط بلاک قائم کیا جائے۔
سے قبل کہ ہم عالمِ اسلام کو متحد اور منظم کرنے کے لئے کوئی لائحہ عمل تیار کریں۔ ضروری ہے کہ عالمِ
زشتہ دو سو برس کی تاریخ پر ایک ناقدانہ نظر ڈالی جائے اور ان اسباب و علل کا تجزیہ کیا جائے
ارا موجودہ تہذیبی زوال پیدا ہوا۔

امی تہذیب و تمدن کی چودہ سو سالہ تاریخ میں مسلم اقوام کے عروج و زوال کے کئی مختلف دور
ن موجودہ زوال سولھویں صدی عیسوی سے شروع ہوتا ہے۔ سلطنتِ عثمانیہ اسی صدی میں اپنے عروج پر
ی صدی سے دنیا کی سب سے بڑی اسلامی سلطنت کا زوال شروع ہوا۔ یورپ کی مختلف اقوام نے
صدی سے تیزی کے ساتھ زندگی کے مختلف شعبوں میں خصوصاً تجارت و صنعت میں ترقی حاصل کی۔

ور ایشیائی ملکوں میں اپنی نو آبادیاں قائم کیں۔

سلطنت عثمانیہ کے بانی غازی عثمان بے تھے جو سلجوقی سلطنت کے سرحدی سپاہیوں میں ایک امیر کی حیثیت کے مالک تھے۔ ان کی ایک چھوٹی سی ریاست انقرہ اور ایسکی شہر کے درمیان واقع تھی۔ جو ۱۳۰۰ء میں سلجوقی سلطنت کے خاتمہ پر ایک آزاد ریاست بن گئی اور آگے چل کر سلطنت عثمانیہ کہلائی۔ سلطان محمد ثانی نے مئی ۱۴۵۳ء میں استنبول فتح کیا اور بازنطینی سلطنت کا خاتمہ کر دیا۔ ان کے پوتے یاوز سلیم نے ۱۵۱۷ء میں قاہرہ فتح کیا اور خلافت قاہرہ سے استنبول منتقل ہوگئی۔ ۱۵۲۰ء میں سلطان سلیم کے انتقال پر ان کا بیٹا سلیمان تخت نشین ہوا جس نے بہت سی شاندار فتوحات حاصل کیں۔ اور بے شمار اصلاحی قوانین نافذ کئے جن کی وجہ سے وہ تاریخ میں قانونی سلیمان کے نام سے مشہور رہے۔ سلطنت عثمانیہ اسی سلطان کے عہد میں اوج کمال تک پہنچ گئی تھی اور اسی زمانے سے اس عظیم الشان سلطنت کا شیرازہ بکھرنا شروع ہوا۔ سلطان محمد ثانی (فاتح استنبول) یاوز سلیم اور قانونی سلیمان جیسے مدبر، شجاع اور قابل حکمرانوں کے بعد ان کے جانشین عیش پسند اور نااہل بن گئے۔ شاہی محلات کا ماحول فتح استنبول کے بعد ایسا ہو گیا تھا کہ اس میں بیگمات کو امور سلطنت میں مداخلت کے مواقع میسر تھے۔ چنانچہ سلطنت کے مختلف حصوں میں حکام کا تقرر بیگمات کے اشارے پر ہوتا تھا — رشوت ستانی عام ہو گئی۔ جگہ جگہ بغاوتیں ہونے لگیں۔ حتیٰ کہ فوج بھی بغاوت کرنے لگی اور اپنی مرضی سے سلاطین کو تخت نشین کرانے کے بعد جب فوج کے سردار چاہتے تھے سلطان کو ہلاک کر دیتے تھے۔

سلطان سلیمان نے ۱۵۳۵ء میں حکومت فرانس سے ایک معاہدہ کیا جس کی رو سے حکومت فرانس کو سلطنت عثمانیہ سے تجارت کے لئے بہت سی مراعات دی گئیں۔ اس کے بعد مختلف اوقات میں دوسرے یوروپین ممالک سے بھی معاہدے کئے گئے اور انہیں اسی قسم کی مراعات دی گئیں۔ لیکن جب سترہویں صدی سے سلطنت عثمانیہ کمزور ہونے لگی تو یوروپین حکومتوں نے انہی مراعات سے ناجائز فائدہ اٹھایا اور ان کو اپنے حقوق جتا کر سلطنت عثمانیہ کے اندرونی معاملات میں دخل اندازی شروع کر دی جس کا مقصد اپنے تجارتی مفادات کی بہتری اور سلطنت عثمانیہ کے غیر مسلم شہریوں کو جاسوسی کے لئے استعمال کرنا اور بغاوت پر آمادہ کرنا تھا۔

۱۵۹۱ء میں آسٹریا اور سلطنت عثمانیہ کے درمیان ایک جنگ ہوئی جو پندرہ سال تک جاری رہی۔ ۱۶۰۶ء میں دونوں حکومتوں کے درمیان ایک معاہدہ ہوا جس کی رو سے سلطان اور شاہ آسٹریا کے

اوی درجے کو قبول کر لیا گیا۔ اس سے قبل آسٹریا کے بادشاہ کا درجہ سلطان عثمانی کے وزیروں کے برابر تسلیم کیا جاتا تھا۔ اور آسٹریا کی حکومت سلطنتِ عثمانیہ کو سالانہ خراج ادا کرتی تھی۔ لیکن اس معاہدے کے بعد آسٹریا کی حکومت نے خراج دینا بند کر دیا۔ یہ سلطنتِ عثمانیہ کے زوال کا پہلا اعتراف تھا جو سرکاری طور پر کیا گیا۔

۱۶۸۳ء میں عثمانی افواج کا دوسرا محاصرۂ وی آنا ناکام ہو گیا۔ اس موقع پر آسٹریا کی حکومت نے ہالینڈ سے مدد طلب کر لی جو ابھی تک سلطنتِ عثمانیہ کی باجگزار ریاست تھی۔ ترک افواج کی وی آنا سے واپسی پر یورپین اقوام کے حوصلے بلند ہو گئے اور وہ ترکوں کو یورپ سے نکالنے کے منصوبے تیار کرنے لگے۔ آسٹریا۔ ہالینڈ اور وینس کی حکومتوں نے چاروں طرف سے سلطنتِ عثمانیہ پر حملہ کر دیا۔ ترک افواج نے صدر اعظم فاضل مصطفےٰ پاشا کی قیادت میں دشمن کو دریائے ڈنیوب کے پار دھکیل دیا۔ لیکن اسی اثناء میں فاضل مصطفےٰ پاشا میدانِ جنگ میں شہید ہو گئے۔ اس واقع کے بعد روسی افواج نے ترکوں پر حملہ کیا۔ ان حالات سے مجبور ہو کر سلطنتِ عثمانیہ کو ۱۶۹۹ء میں ایک معاہدے پر دستخط کرنے پڑے جس کا نام CARLOWITZ ہے۔ اس معاہدے کے مطابق سلطنتِ عثمانیہ کے وسیع علاقے آسٹریا، روس، ہالینڈ اور وینس کو دے دیئے گئے۔

۱۷۱۸ء میں PASSAROWITZ کے معاہدے کی شرائط کے تحت ہنگری اور بلغراد بھی سلطنت عثمانیہ کے قبضے سے نکل گئے۔ لیکن ۱۷۷۴ء میں کوچک قینارجہ کے معاہدے سے سلطنتِ عثمانیہ کو ناقابلِ تلافی نقصان ہوا۔ کیونکہ اس معاہدے کی رُو سے زارِ روس کو سلطنتِ عثمانیہ کے GREEK ORTHODOX عیسائی شہریوں کا مذہبی پیشوا تسلیم کر لیا گیا اور اس طرح سے روسی حکومت کو سلطنتِ عثمانیہ کے اندرونی معاملات میں دخل دینے کا موقع مل گیا۔ ان شکستوں کا اثر یہ ہوا کہ سلطنتِ عثمانیہ کے حکمرانوں نے مغربی ممالک کی فوجی برتری کو تسلیم کر لیا۔ اور عثمانی حکومت اور افواج کے نظم ونسق کو یوروپین اصولوں پر مرتب کرنے کے لئے صلاح مشورے ہونے لگے۔ چنانچہ اس موضوع پر کتنی کتابیں لکھی گئیں۔ حاجی خلیفہ نے اپنے رسالے میں جس کا عنوان "دستور العمل لاصلاح الخلل" ہے اور غالباً ۱۶۵۴ء میں شائع ہوا تھا۔ حکومت کے اداروں کی اصلاح کے لئے کئی مفید تجاویز پیش کیں اسی قسم کا ایک دوسرا رسالہ قوچی بے نے لکھا۔ ابراہیم متفرقہ نے جو ہنگری کا رہنے والا نومسلم تھا،

محمود اول کو (۱۷۳۰ء تا ۱۷۵۴ء) اپنی تجاویز پر مشتمل ایک عرضداشت پیش کی تھی۔ کوچی بے کا ایک رسالہ بھی اس قسم کی تصانیف میں مشہور ہے۔ آخری دور کی کتابوں میں نصائح الوزراء ہے جو صاری محمد پاشا نے لکھی ہے۔ ۲؎

مندرجہ بالا واقعات سلطنت عثمانیہ میں تجدد کی تحریک کا پس منظر ہیں۔ ۱۷۸۹ء میں جب فرانس کا انقلاب رونما ہوا اس وقت سلطان سلیم ثالث فرانس کے بادشاہ سے اصلاحات کے نفاذ کے سلسلے میں کتابت کر رہے تھے۔ انقلاب کے بعد فرانس سے فوجی افسروں اور ماہرین کو استنبول بلایا گیا تاکہ ان کی افواج کے افسروں اور سپاہیوں کی تربیت یورپی اصولوں کے مطابق کر سکیں۔ سلطان سلیم ثالث نے پہلی بار مؤثر اصلاحات نافذ کیں۔ بحریہ کے افسروں اور سپاہیوں کی تربیت کے لئے بحریہ کی درس گاہ قائم کی گئی۔ توپ خانہ کی تربیت کے لئے بھی ایک علیحدہ مرکز بنایا گیا۔ نئے قسم کے اسلحہ یورپ سے درآمد کئے گئے۔ عثمانیہ سلطنت کی تاریخ میں یہ اصلاحات بہت اہم تھیں اس سے قبل بھی بعض اصلاحات کے نفاذ کے لئے کوششیں کی جا چکی تھیں۔ لیکن اتنے وسیع پیمانے پر یورپین علوم وفنون کو اس سے قبل کسی سلطان نے اپنی سرپرستی میں نہ لیا تھا۔ سلطان سلیم ثالث نے یورپین ممالک سے باقاعدہ سفارتی تعلقات استوار کرنے کی غرض سے لندن، پیرس اور ویانا میں سفارت خانے بھی قائم کئے۔ اور سفارتی کاموں کی سہولت کے لئے ایک دارالترجمہ بھی قائم کیا۔ لیکن علماء نے اور ینی چری سپاہیوں نے سلطان کی ان اصلاحات کی کھل کر مخالفت کی۔ سلطان نے چونکہ اصلاحات کو نافذ کرنے سے پہلے شیخ الاسلام سے فتویٰ حاصل نہیں کیا تھا۔ اس لئے شیخ الاسلام نے "نظام جدید" کے نام سے نافذ کی گئی اصلاحات کے خلاف فتویٰ جاری کر دیا۔ اور ینی چری فوج نے بغاوت کر دی۔ اسی بغاوت میں سلطان سلیم ثالث ۱۸۰۷ء میں شہید ہو گئے۔ اور ان کی جگہ خاندان سلاطین آل عثمان کے ... سلطان محمود ثانی تخت نشین ہوا۔

سلطان محمود ثانی کی تخت نشینی کے وقت سلطنت عثمانیہ نہایت کمزور ہو چکی تھی۔ نپولین بونا پارٹ نے جب مصر پر حملہ کیا تو اس کے مقابلے کے لئے سلطان نے محمد علی پاشا کو مصر روانہ کیا تھا لیکن نپولین کے مصر سے جانے کے بعد محمد علی پاشا ایک آزاد مصری حکومت قائم کرنے کے لئے کوشش کرتا رہا حتیٰ کہ عثمانی حکومت نے اس کو مصر کا والی مقرر کر دیا۔ محمد علی پاشا نے فرانس سے فوجی افسر بلائے اور فوج اور بحریہ کی تنظیم و تربیت میں اپنی تمام توجہ صرف کر دی۔ نہریں کھدوائیں اور زرعی نظام کی ترقی کے لئے تدابیر

۱۸۲۱ء میں یونانیوں نے روس کی مدد سے بغاوت کردی تو عثمانی حکومت نے والیٔ مصر محمد علی پاشا کو بغاوت فرو کرنے کے لئے بھیجا جس میں وہ کامیاب رہا۔

سلطان محمود ثانی نے یورپین طرز کی جدید فوج بنانے کے لئے ایک منصوبہ بنایا جس کا مقصد یہ تھا کہ دستہ یعنی ینی چری دستوں کا خاتمہ کر دیا جائے کیونکہ وہ اکثر سلاطین کے خلاف بغاوت کرنے کی عادی ہو چکے تھے۔ ۱۸۲۶ء میں سلطان محمود نے ینی چری فوج کے تمام سپاہیوں اور افسروں کو توپ خانے کی مدد سے ختم کردیا۔ اور اس طرح سے اپنی قوت کو [illegible] کر لیا۔

انگلستان اور فرانس نے یونانیوں کی مدد کے لئے اپنے بحری بیڑے روانہ کئے جہاں وہ عثمانی اور مصری بحری بیڑوں کو جلانے میں کامیاب ہو گئے۔ روسی افواج نے بھی بلقان کی طرف سے حملہ کردیا۔ اور روسی افواج ادرنہ یعنی اڈریانوپل (ADRIANOPLE) [illegible] (EDIRNE) تک پہنچ گئیں۔ ۱۸۲۹ء میں معاہدۂ ایڈریانوپل سے یونان کی آزادی کو تسلیم کر لیا گیا۔ جو اس سے قبل سلطنت عثمانیہ کا ایک صوبہ تھا۔

۱۷۷۴ء کے معاہدہ کوچک قینارجہ کے بعد کا دور یورپین تاریخ میں سلطنت عثمانیہ اور یورپین بڑی طاقتوں خصوصاً انگلستان، فرانس اور روس کی باہمی جنگوں اور رقابتوں کا زمانہ ہے۔ یورپین طاقتیں سلطنت عثمانیہ کو ختم کرنے اور آپس میں اس کے حصوں کو تقسیم کرنے کے لئے کوشش کرتی رہیں۔ یہاں تک کہ پہلی جنگ عظیم میں سلطنت عثمانیہ ختم ہوگئی۔ یورپین مؤرخین اس مسئلے کو "مسئلۂ مشرقیہ" یا (EASTERN QUESTION) کے نام سے یاد کرتے ہیں۔

معاہدہ ایڈریانوپل کے بعد محمد علی پاشا نے شام پر حملہ کردیا۔ سلطان محمود ثانی نے روسی حکومت سے مدد طلب کی اور روسی افواج استنبول پہنچ گئیں۔ انگلستان اور فرانس کی حکومتوں نے سلطان سے کہا کہ روسی افواج کو استنبول سے واپس بھیج دیا جائے۔ چنانچہ ایک معاہدے کے مطابق روسی افواج کو استنبول سے جانا پڑا۔ انگلستان اور فرانس کی مدد سے سلطان محمود ثانی نے محمد علی پاشا کو شکست دی۔ اور عثمانی حکومت نے مصر کو سلطنت سے ملحقہ لیکن خودمختار صوبہ تسلیم کرلیا۔ جس کی حکومت کا حق محمد علی پاشا اور اس کی اولاد کو دے دیا گیا۔ ۱۸۳۹ء میں جب سلطان محمود ثانی اور محمد علی پاشا کے درمیان جنگ ہو رہی تھی۔ سلطان محمود کا انتقال ہوگیا۔

سلطان محمود نے اپنے تیس سالہ عہد حکومت میں یورپین طرز کی فوج اور بحریہ بنانے کے علاوہ

یہ اور تعلیمی نظام میں بھی بہت سی اصلاحات نافذ کیں [illegible] انہی کے عہد حکومت میں ترک طلباء کو یورپ

میں اعلیٰ تعلیم کے لئے بھیجا [illegible]

سرکاری اخبار MONITEUR OTTOMAN ۱۸۳۱ء میں شائع [illegible]

ساتھ ترکی ایڈیشن تقویم وقائع بھی چھپنے لگا۔

محمد علی پاشا نے قاہرہ میں ۱۸۲۸ء میں [illegible] کے نام سے ایک اخبار کی اشاعت شروع کی [illegible]

دوسرا ترکی اخبار ۱۸۴۰ء میں [illegible]

ثانی نے ڈاک خانہ [illegible]

ہو گئیں۔ استنبول میں [illegible]

تھا۔ لیکن کچھ عرصے [illegible] مرتبہ ترکی میں مطبع

۱۷۱۶ء میں قائم کیا گیا۔ [illegible]

سلطان محمود ثانی نے علماء کے اقتدار کو ختم کر دیا [illegible]

بھی سلطان نے ختم کر دیا تھا۔ [illegible] کے لئے زمین ہموار

گئی۔ اور اس تحریک کو چلانے والے [illegible] نظام پیدا

رہ گئے جنہوں نے سلطان محمود ثانی سے [illegible] تجربہ

حاصل کیا۔ اور مغربی ممالک کے [illegible]

۱۸۳۹ء سے ۱۸۷۶ء تک سلطنت عثمانیہ [illegible]

اس دور کو تنظیمات کے نام سے یاد کیا جاتا ہے

سلطان عبدالمجید نے ۳ نومبر ۱۸۳۹ء کو [illegible]

فرمان میں یہ اعلان کیا گیا کہ حکومت رعایا کی جان، مال [illegible]

نظام [illegible] کے ذریعے [illegible] زمیندار حکومت کو [illegible]

فوج میں نئے سپاہیوں کی بھرتی کا [illegible]

دلایا کہ تمام مجرموں کے [illegible] یقین دلایا جائے کہ

کا سلوک کیا جائے گا۔ اس [illegible]

سلطان کی حکومت آزاد خیال اور تجدد پسند ہے۔ اس کے چند ماہ بعد مارچ ۱۸۴۰ء میں ایک دوسرا فرمان جاری کیا گیا جس کا نام "خط ہمایون" ہے۔ اس کا مقصد یہ تھا کہ سلطان محمود ثانی کی قائم کی ہوئی مجلس عدلیہ کو از سر نو منظم کیا جائے۔ انتظامیہ کو فرانسیسی اصولوں پر منظم کیا گیا۔ مئی ۱۸۴۰ء میں ایک نیا قانون نافذ کیا گیا۔ جو شریعت اسلامی کے قوانین کے مطابق ہوتے ہوئے فرانسیسی قوانین سے متاثر تھا۔ فرانسیسی قوانین کے طرز پر تجارتی قوانین کا ایک نیا ضابطہ بھی تیار کیا گیا۔ علماء نے سلطان کی ان اصلاحات کی سخت مخالفت کی تو انھوں نے وزیر خارجہ مصطفیٰ رشید پاشا کو برطرف کر دیا۔ اور ۱۸۴۶ء میں رشید پاشا کو وزیر اعظم مقرر کیا۔ مغربی طرز کے نئے اسکول قائم کرنے کے علاوہ سلطان کی حکومت نے ایک جدید یونیورسٹی قائم کرنے کا منصوبہ تیار کیا لیکن اس پر عمل نہ ہو سکا۔ تعلیمی منصوبوں کی تیاری کے لئے ایک وزارت تعلیم بھی بنائی گئی۔ ۱۸۴۷ء میں مخلوط دیوانی اور فوجداری عدالتیں قائم کی گئیں جن میں عثمانی اور یورپین حاکموں کی تعداد برابر تھی۔ ۱۸۵۹ء میں دوبارہ علماء کی مخالفت کی وجہ سے مصطفیٰ رشید پاشا کی وزارت ٹوٹ گئی ۱۸۵۴ء میں مجلس عدلیہ کو دو اداروں میں تقسیم کر دیا گیا۔ ایک مجلس عدلیہ جس کا کام صرف قانونی معاملات انجام دینا تھا۔ دوسری مجلس تنظیمات جس کا کام تمام اصلاحات کو نافذ کرنے کے لئے تدابیر اختیار کرنا تھا

۷ مئی ۱۸۵۵ء کو ایک اور شاہی فرمان کے ذریعے جزیہ ختم کر دیا گیا جو غیر مسلم رعایا کی حفاظت کے لئے وصول کیا جاتا تھا۔ اس کے ساتھ ہی غیر مسلم رعایا کو فوجی خدمت سے مستثنیٰ کرنے کے لئے جو بدل ٹیکس لیا جاتا تھا وہ بھی معاف کر دیا گیا۔ ان تمام اصلاحات کے باوجود یورپین حکومتیں عثمانیہ سلطنت میں ترقی کی رفتار سے مطمئن نہ تھیں اور ان کا خیال تھا کہ اصلاحات صرف نمائش کے لئے ہیں۔ کریمیا کی جنگ کے بعد جو انگلستان اور فرانس کے ایما پر روس کا اثر کم کرنے کے لئے لڑی گئی تھی انگلستان اور فرانس کی حکومتوں نے دوبارہ سلطان کی حکومت پر دباؤ ڈالا کہ اصلاحات پر حسب وعدہ عمل کیا جائے چنانچہ ۱۸ مئی ۱۸۵۶ء کو خط ہمایون کے نام سے ایک اور شاہی فرمان جاری کیا گیا جس کے ذریعے عثمانی عدالتوں میں مسلمانوں کے خلاف عیسائیوں کے شہادت دینے کے حق کو تسلیم کر لیا گیا۔ اس فرمان سے سلطان کی مسلم رعایا میں شدید ردعمل ہوا اور انتہائی رنج اور غصے کا اظہار کیا گیا۔ لیکن ترکی حکمرانوں نے اس ردعمل کی کوئی پروا نہ کی اور وہ سلطنت عثمانیہ کو دول یورپ میں شامل کرنے کے لئے اصلاحات کے نام سے مغربی قوانین رائج کرتے رہے۔ اور مغربی تہذیب کو اپنانے کے لئے تدابیر اختیار کرتے رہے۔

[redacted]

جون ۱۸۶۱ء میں سلطان عبدالمجید نے وفات پائی اور ان کا بھائی سلطان عبدالعزیز تخت نشین ہُوا۔ جو مغربی اصلاحات کا مخالف تھا۔ لیکن یورپین طاقتوں کے دباؤ کی وجہ سے اسے بھی حکومت کی اصلاح کے لئے تدابیر اختیار کرنی پڑیں۔ سلطان عبدالعزیز نے جودت پاشا کو جو ایک اچھے عالم اور مؤرخ تے، وزیر قانون مقرر کیا اور جودت پاشا کی صدارت میں حنفی قوانین معاملات کا وہ ضابطہ تیار کرایا جو "مجلّۂ احکام عدلیہ" کے نام سے مشہور ہے۔

مصطفےٰ کمال نے ۱۹۲۶ء میں یورپین قوانین نافذ کر کے مجلّۂ احکام عدلیہ کو منسوخ کر دیا۔ سلطان عبدالعزیز حنفی قوانین کی تدوین سے مغربی قوانین کے اثرات کو روکنا چاہتے تھے۔ لیکن مغربی قوانین اور افکار اثر اب بہت آگے بڑھ چکا تھا۔ ۱۸۶۸ء میں استنبول میں غلاطہ سرائے ثانوی اسکول کھولا گیا۔ جہاں مسلم اور غیر مسلم طلباء یورپین تعلیم حاصل کرنے لگے۔

سلطان عبدالعزیز کے اسراف کی وجہ سے عثمانی حکومت بے حد مقروض ہو گئی اور یورپین حکومتیں سلطان کی حکومت کے اُمور میں دخل اندازی کرنے کی دھمکیاں دینے لگیں۔ انہی دنوں سلطان کے اختیارات کو کم کرنے اور حکومت کی اصلاح کی غرض سے بعض ترک تعلیم یافتہ نوجوانوں نے ایک خفیہ تنظیم بنائی جس کے بانیوں میں نامق کمال، ضیاء پاشا اور مصطفےٰ فاضل پاشا جیسے ممتاز ادیب اور اہل علم شامل تھے۔ کچھ عرصے کے بعد اس تنظیم کا نام YOUNG OTTOMANS رکھا گیا۔ ترکی زبان میں اس کا نام GENÇ OSMANLILAR ہے۔

یہ ایک انقلابی تحریک تھی جو چند سال کے بعد ہی ختم ہو گئی۔

انیسویں صدی عیسوی کے وسط تک سلطنت عثمانیہ میں مغربی تعلیم یافتہ نوجوانوں کی ایک نئی نسل تیار ہو چکی تھی جو دستوری حکومت قائم کرنے اور سلطان کے اختیارات کو کم کرنے کے لئے جدوجہد میں مصروف تھی۔ نامق کمال، ضیا پاشا اور ابراہیم شناسی نے اخبارات اور کتابوں کے ذریعے نوجوان طبقے کو یورپ کی نئی فکری اور سیاسی تحریکوں سے روشناس کرایا۔ نامق کمال پہلا ترک ادیب اور شاعر ہے جس نے انیسویں صدی کے آخری دَور میں جذبۂ قومیت اور وطنیت کو اُبھارا۔ اس دَور کے ترک مفکرین نے سلطنتِ عثمانیہ کو تباہی سے بچانے کے لئے مختلف تجاویز اپنی تحریروں میں پیش کیں۔ لیکن ان کی کوئی تجویز کامیاب نہ ہو سکی۔ انہی نئے مفکرین میں مدحت آفندی بھی تھے جو آگے چل کر

سلطان عبدالحمید کے وزیرِ اعظم مقرر ہوئے اور جنہوں نے سلطنت عثمانیہ کا پہلا دستور نافذ کیا۔

مئی ۱۸۷۶ء میں سلطان عبدالعزیز نے خودکشی کرلی اور ان کی جگہ مراد خامس تخت نشین ہوا لیکن چند ماہ کے بعد اس کو دماغی خلل کی بنا پر معزول کر دیا گیا۔ اور سلطان عبدالحمید ثانی نے عنانِ حکومت سنبھال لی۔ اور ۲۳ر دسمبر ۱۸۷۶ء کو انھوں نے وزیرِ اعظم مدحت پاشا کا بنایا ہوا دستور نافذ کر دیا جو انھوں نے بلجیم کے دستور سے اخذ کیا تھا۔ عثمانی پارلیمنٹ جس کے ۸۰ مسلم اور ۵۰ غیر مسلم رکن تھے صرف دو اجلاس کے بعد جو علی الترتیب ساڑھے تین ماہ اور اڑھائی ماہ تک جاری رہے برخاست کر دی گئی۔ کیونکہ ارکین نے سلطان کے اختیارات کو محدود کرنے کی کوشش کی تھی۔ اس کے بعد تقریباً ۳۱ برس تک سلطان عبدالحمید ثانی حکومت کرتے رہے۔ سلطان نے اپنے مخالفین اور تجدد پسندوں کو تنگ سے دبایا اور YOUNG TURK تنظیم کے اکثر و بیشتر ارکین کو جلاوطن کر دیا۔ لندن اور پیرس سے اس تحریک کے اخبارات اور رسائل شائع ہوتے رہے۔ مدحت پاشا کو سلطان نے حجاز میں قید کر دیا جہاں طائف میں ان کو نامعلوم اشخاص نے ہلاک کر دیا۔ ترک مؤرخین کا خیال ہے کہ سلطان عبدالحمید نے مدحت پاشا کو قتل کروایا تھا۔ نامق کمال کو بھی اپنی زندگی کے آخری ایام عزلت میں بسر کرنے پڑے۔

جولائی ۱۹۰۸ء میں YOUNG TURKS تنظیم کے ارکین نے جن میں زیادہ تر مغربی تعلیم یافتہ اور دہریت کی طرف مائل نوجوان تھے فوجی افسروں کے ساتھ مل کر ایک انقلاب برپا کیا جس نے سلطان عبدالحمید ثانی کو ۱۸۷۶ء کا دستور دوبارہ نافذ کرنے پر مجبور کیا۔ ترکی تاریخ میں اس واقعہ کو اعلانِ مشروطیت کے نام سے یاد کیا جاتا ہے۔

مندرجہ بالا واقعات کے تجزیئے سے ہم اس نتیجہ پر پہنچتے ہیں کہ دنیا کی سب سے بڑی اسلامی سلطنت عثمانیہ میں تجدد کی تاریخ مسلمانوں کے زوال اور انحطاط کے دور سے وابستہ ہے جس میں مغربی تعلیم یافتہ اور حکمران طبقے نے نہ صرف مغربی اقوام کے قوانین اور نظم ونسق کے اصولوں کو اپنایا بلکہ مغربی تہذیب کی نقالی کی اور اسی کو اپنی معراج سمجھتے رہے۔ علماء اور عوام الناس کا اس تحریک میں کوئی حصہ نہیں تھا۔ بلکہ وہ ہمیشہ مغرب کی کورانہ تقلید کے سخت مخالف رہے۔ مسلم معاشرہ تجدد پسند اور دیندار لوگوں میں تقسیم ہو گیا۔ دینی تعلیم اور دنیوی تعلیم کی درس گاہیں ایک دوسرے سے علیحدہ ہو گئیں۔ تجدد پسندوں نے براہِ راست کبھی دین کی مخالفت نہیں کی بلکہ وہ آڑے وقت میں ہمیشہ دین کا سہارا لیتے رہے۔ مگر

[redacted]

رسلطان عبدالحمید ثانی کے عہد حکومت کے اختتام پر ہی ختم ہو گیا۔ اس کے بعد ایک نیا دور شروع ہوا میں دین کے دشمن حکومت، سیاست اور تعلیم پر مسلط ہو گئے اور دین کو مسلمانوں کی پستی کا سبب نے لگے۔ اس سے قبل تجدد پسند علمائے سوء کی مذمت کرتے تھے۔ اور انہی کو مسلم معاشرے کی بیوں کا ذمہ دار ٹھہراتے تھے۔ ہندوستان اور عرب ممالک میں بھی جدید تعلیم کے اثرات سے علماء دیندار مسلمانوں کا طبقہ تجدد پسندوں سے علیحدہ ہو گیا۔ سلطنت عثمانیہ میں ۱۹۰۸ء کے YOUNG TURK نقلاب کے بعد کوئی دینی تحریک نہ ابھر سکی۔ البتہ برصغیر ہند و پاکستان میں اور دوسرے مسلم ممالک میں ربی تہذیب کے اثرات کے باوجود دینی تحریکیں چلتی رہیں۔

حواشی و حوالہ جات

۱- MOURADGEA d'OHSSON پہلا یورپین مصنف ہے جس نے سلطنت عثمانیہ کی مفصل تاریخ سات جلدوں میں فرانسیسی زبان میں لکھی ہے۔ اس کتاب میں اس نے سلاطین عثمانی کے محلات میں بیگمات کے اقتدار اور سازشوں کا بھی ذکر کیا ہے۔ (MOURADGEA d'OHSSON, TABLEAN GENERAL DE L EMPIRE OTTOMAN, 7 VOLS, PARIS, 1788-1824)

HAROLD BOWEN اور H.A.R GIBB نے اپنی کتاب ISLAMIC SOCIETY AND THE WEST جلد اول، حصہ اول، مطبوعہ لندن میں ص ۲۷ سے ص ۵۷ تک انہی واقعات کا تذکرہ کیا ہے۔

۲- اس کتاب کا ترکی متن انگریزی ترجمے کے ساتھ پرنسٹن یونیورسٹی سے ۱۹۳۵ء میں شائع ہو چکا ہے۔ WALTER LEVINGSTON WRIGHT, OTTOMAN STATECRAFT, PRIVCETON, 1935,

۳- استنبول میں پہلا مطبع اسپین سے آنے والے یہودیوں نے ۱۴۹۳ء میں قائم کیا تھا جس کو کچھ عرصے کے بعد شیخ الاسلام کے فتویٰ کے تحت بند کر دیا گیا تھا یہودیوں نے اس کے علاوہ بھی سالونیکا میں مطابع قائم کئے تھے۔ شیخ الاسلام کا فتویٰ صرف ترکی کتابوں کی طباعت کے لئے تھا۔ یہودی دوسری زبانوں میں کتابوں کی طباعت کرتے رہے۔ یہاں تک کہ سعید چلپی اور وزیر اعظم داماد ابراہیم پاشا کی کوششوں سے ۱۷۲۷ء میں شیخ الاسلام نے ترکی مطبع کے قیام کے حق میں فتویٰ دے دیا۔ اس پہلے ترکی مطبع کا بانی اور منتظم ابراہیم متفرقہ تھا جو ہنگری کا رہنے والا تھا اور مسلمان ہو گیا تھا۔

۴- جودت پاشا نے مئی ۱۸۵٦ء کے خط ہمایوں کے متعلق کہا تھا کہ "یہ مسلمانوں کے لئے سوگ منانے کا دن ہے۔ کیونکہ آج ہم ان حقوق سے محروم کر دیئے گئے ہیں جن کو ہمارے آباء و اجداد نے اپنے خون سے حاصل کیا تھا۔"